خلافت لائبریری ربوہ

سوموار
22- جنوری 1996ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 449
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 46-81 نمبر 19 | سوموار 30 شعبان 1416ھ، 22 صلح 1375ہش، 22-جنوری 1996ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متقی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاتا ہے

متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریاء، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رزیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت خوش خلقی ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مصیبت اور دکھ ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے۔ صبر کیا ہے؟ یہ بھی ایمان ہی کا نتیجہ ہے۔ مصیبتوں میں جب (صاحب ایمان) صبر کرتا ہے تو یہ صبر بھی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایک نیا خدا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس پر ایمان لا کر معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔ جب مشکلات اور مصائب کی وجہ سے (صاحب ایمان) دعائیں کرتا ہے تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ مصائب بجائے خود اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بھی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کی قدرتوں پر ایمان بڑھتا ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 392)

اللہ تعالیٰ کی خاطر مالی قربانی کرنے سے مال بڑھائے جاتے ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

اب یہ وہ مالی قربانی ہے جو خدا کی خاطر کی جاتی ہے اس کے رنگ ڈھنگ ہیں۔ اس سے محرومی اصل محرومی ہے۔ جو اس مالی قربانی کے نظام میں شامل ہوتے ہیں ان کی تو موجیں ہی موجیں ہیں۔ دنیا بھی ان کی ہو گئی آخرت بھی ان کی ہو گئی۔ اور جو خالصتہً "للہ قربانی کرتے ہیں" بڑھانے کی نیت سے نہیں کرتے ان کے مال بڑھائے ضرور جاتے ہیں۔ اور جب بڑھائے جاتے ہیں وہ اور زیادہ خدا کے حضور شکر کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور زیادہ عطا کرتے ہیں۔ ایک ایسی چیز ہے جو ان لوگوں کے درمیان، ان کے ایک گروہ کے درمیان ان کے دوسرے گروہ سے فرق کر دیتی ہے۔ جن لوگوں کے مال اللہ اس جزاء کے نتیجے میں اس دنیا میں بھی بڑھاتا ہے اور آخرت میں بھی ان کے اجر رکھے ہوئے ہے وہ اس مال بڑھنے کے بعد اپنے چندوں میں اور بڑھتے ہیں۔ جن کے مال عطا کے نتیجے میں نہیں بڑھتے بلکہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ تعلق کاٹ لیتا ہے کہ تم دنیا میں پڑ گئے تو پھر پڑے رہو ان کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل چھوٹے ہونے شروع ہو جاتے ہیں، مال بڑھتے ہیں دل تنگ ہو رہے ہوتے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ محض للہ ساری خدمتیں نہیں تھیں دنیا کی حرص غالب تھی خدا کی رضا نسبتاً کم تھی۔ پس اللہ نے دنیا عطا کر دی اور اپنی رضا کی طلب سے محروم رکھ دیا، اپنی رضا کی طلب کی توفیق ہی نہیں دی۔

پس ایسے لوگوں کو کبھی بھی طعن کی نظر سے نہ دیکھیں۔ وہ مظلوم بے چارے مجبور ہیں، محروم ہیں۔ ان پر رحمت کی نظر ڈالنی چاہئے۔ اگر سمجھا سکے کوئی عزت نفس پر حملہ کئے بغیر پیار اور سلیقے سے تو ان کو بتا دے کہ پہلے جو تم نے کمائیاں کی تھیں وہ کون سی ہاتھ کی چالاکیاں تھیں۔ تمہارے بزرگوں کی قربانیاں تھیں جن کے پھل تم کھا رہے ہو، کیوں آئندہ نسلوں کے لئے تم ویسی قربانیاں نہیں کرتے۔ تم نے اپنے بڑوں کی قربانیوں کے پھل کھائے کیوں اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتے۔ کیوں ان کے لئے ان کا خیال کر کے خدا کی خاطر قربانیاں نہیں دیتے۔ اب یہاں بظاہر ایک دنیا، نفس کی ملونی کا میں نے ذکر کر دیا ہے مگر بعض دفعہ مریض کو سمجھانے کے لئے چھوٹی بات بھی بتانی پڑتی ہے۔ کوئی آدمی کہتا ہے پانی نہیں پی رہا مر رہا ہے تو کہے چلو میری خاطر پی لو۔ حالانکہ اس کو اپنی خاطر ضرورت ہے۔ وجہ اول آپ نہیں بتا۔ تے وجہ ثانی بتا دیتے ہیں۔ پس

باقی صفحہ 7 پر

احمدیہ ٹیلی ویژن کے اوقات کار

(22-جنوری تا 21-فروری 1996ء

○ احمدیہ ٹیلی ویژن کی نشریات پاکستان کے وقت کے مطابق 22 جنوری تا 21 فروری 1996ء حسب ذیل ہوں گی۔

روزانہ دوپہر ساڑھے چار بجے سے شام ساڑھے سات بجے تک۔

اور درس حضرت امام جماعت احمدیہ سوائے جمعہ کے روزانہ ساڑھے چار بجے تا چھ بجے شام تک ہوا کرے گا۔

(نظارت اشاعت)

ضروری اعلان

○ کم سرمایہ رکھنے والے احباب کی سہولت کے لئے محلہ دار الرحمت غربی ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کی دکانات نہایت مناسب کرایہ پر اور بہت آسان شرائط پر موجود ہیں۔ خود کاروبار کرنے والے احباب کے لئے بہت اچھا موقعہ ہے۔ کاروبار کرنے کے خواہش مند احباب صدر صاحب محلہ کے ذریعہ 31-جنوری 1996ء تک اپنی درخواست دفتر ناظم جائیداد میں بھجوائیں۔

(ناظم جائیداد

سانحہ ارتحال

○ محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب پتو کی ضلع قصور مورخہ 2 جنوری 1996ء رات ساڑھے گیارہ بجے ہارٹ اٹیک کی وجہ سے 60 سال کی عمر میں وفات پا گئی ہیں۔ پتو کی میں جنازہ مکرم امان اللہ خان صاحب امیر جماعت ضلع قصور نے پڑھایا میت ربوہ لائی گئی۔ مغرب کے بعد بیت المحمود میں مکرم عبد السلام طاہر صاحب مربی سلسلہ نے جنازہ پڑھایا اور موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ریاء حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

22- صلح 1375 ھش 22 - جنوری 1996ء

دعا کے دو پہلو

بعض عادتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا ایک پہلو پسندیدہ ہوتا ہے اور دوسرا پہلو ناپسندیدہ۔ اسی لئے عبادت کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ باوجودیکہ عبادت اچھی بات ہے اور انسان کے لئے لازمی لیکن اس کے بھی دو پہلو ہیں۔ خدا کے لئے عبادت کی جائے تو وہ واقعی عبادت ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ خلوص دل سے یہ عمل کیا گیا ہے۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کی جائے تو اگرچہ ہے تو یہ عبادت ہی لیکن فعل ناپسندیدہ ہے۔ اور اس کے برے اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اپنی ذات کے لئے بھی اور اوروں کے لئے بھی۔ اسی طرح دعا کی کیفیت ہے۔ انسان خود بھی دعا کرتا ہے اور اوروں سے بھی دعا کرواتا ہے۔ خود تو چاہے تو ہر وقت اور ہر بات کے لئے دعا کر سکتا ہے اور اسے کرنی بھی چاہئے۔ معمولی سے معمولی چیز کے حصول کے لئے بھی اس کے دل میں یہ جذبہ ضرور پیدا ہونا چاہئے کہ یہ مجھے خدا کے دینے سے ملے گی ورنہ اپنی کوشش سے میں اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ ایسا سوچنا اور ایسا کرنا دعا ہی کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ ہم دوسروں سے بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کیجئے۔ لیکن یہ بات کسی قدر غور طلب ہے جب ہم دوسروں سے کہتے ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے تو کیا ہمارے ذہن میں کوئی ایسی بات ہوتی ہے جس کے لئے ہم دعا کروانا چاہتے ہیں۔ کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری کوئی ضرورت پوری نہیں ہو رہی اور اس کے لئے دعا کی جائے۔ ہمیں کسی نقصان کا احتمال ہے اس سے بچنے کے لئے دعا کی جائے۔ ہماری کوئی مرادیں ایسی ہیں جو ہیں تو نیک لیکن ہمیں حاصل نہیں ہو رہیں ان کے لئے دعا کی جائے۔ اگر ایسا ہے تو یقیناً دعا کروانے کا یہ پہلو نہایت پسندیدہ ہے۔ جس سے دعا کروائی جا رہی ہے اسے بھی بتایا جائے کہ میری فلاں ضرورت پوری نہیں ہو رہی میری فلاں بات کا صحیح نتیجہ نہیں نکل رہا اس لئے دعا کی جائے۔ لیکن غیر پسندیدہ پہلو یہ ہے کہ ہم چلتے پھرتے بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ میرے لئے دعا کی جائے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر پوچھ لیا جائے کہ کس غرض کے لئے دعا کی جائے تو دعا کے لئے کہنے والا شخص کسی قدر حیران رہ جاتا ہے اس کے ذہن میں کوئی بات آتی ہی نہیں۔ یہ پہلو یقیناً ناپسندیدہ ہے۔ دعا کو ایسے معیار پر لاکھڑا کر دیتا ہے جہاں اپنے دل میں بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور دوسروں کے لئے بھی اس کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) دعا کی تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شئے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے۔ اور طبیعت صبر کی طرف راغب رہتی ہے۔ ہاں مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے تب کوئی خارق عادت امر ظاہر ہوتا ہے"۔

گویا کہ معمولی باتوں کے لئے یہ سمجھنا کہ رو رو کر دعا کی جائے' حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ گستاخی معلوم ہوتی ہے کہ ایسی باتوں کے لئے دعا کی جائے' ایسی باتوں کے لئے تو جوش ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دعا کے لئے جوش پیدا ہونے کی ضرورت ہے۔ اور جوش صرف اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان کے سامنے مشکلات آتی ہیں۔ جب وہ سمجھتا ہے کہ میرے لئے کوئی راستہ نہیں رہ گیا۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور خدا اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے۔ یہ ہے حقیقی طور پر دعا کرنا اور دعا کروانا۔ لیکن بغیر کسی خاص مطلب کے بغیر کسی خاص مشکل کے انسان کا دعا کرنا یا دعا کرواتے رہنا کوئی پسندیدہ پہلو معلوم نہیں ہوتا۔ خود انسان دعا کرے اور ضرور کرے۔ اور کرتا ہی رہے اور ہر حال میں اور ہر بات کے لئے اسے دعا کرنی چاہئے لیکن دعا بھی جیسا کہ حضرت صاحب کے ارشاد سے ظاہر ہے اپنے مقام پر رکھی جانی چاہئے۔ ایک دفعہ پھر ہم یہ بات دوہرانا چاہیں گے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ معمولی باتوں میں بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کی طرف راغب رہتی ہے۔ ہاں مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے تب کوئی خارق عادت امر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ہے حضرت صاحب کا ارشاد۔ اسے ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے اور اپنے دوستوں سے اور بزرگوں سے دعا کے لئے کہتے ہوئے یہ بات کبھی نظر انداز نہیں ہونی چاہئے کہ مشکلات بھی ہمارے سامنے ہوں اور ان مشکلات کا اظہار بھی کیا جائے۔ تاکہ دعا کرنے والے کے دل میں جوش پیدا ہو اور یہ جوش خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ لائے اور دعا کو قبولیت کے درجے تک پہنچا دے۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب ایکس رے سپشلسٹ فیصل آباد مورخہ 96-1-11 کو شیخ زید ہسپتال لاہور میں بقضاء الٰہی وفات پا گئے اگلے روز آپ کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ مکرم مولانا جمیل الرحمن صاحب رفیق نے بیت اقصیٰ میں بعد جمعہ جنازہ پڑھایا اور قبرستان عام قطعہ نمبر1 میں تدفین کے بعد مکرم مولوی محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب نے دعا کروائی۔ موصوف ویٹنری ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دارالنصر غربی کے بڑے بھائی تھے۔ ان کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ والدہ صاحبہ داؤد حنیف صاحب مربی سلسلہ لکھتی ہیں۔ میری بھانجی ناصرہ صدیقہ زوجہ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چک نمبر209 رکھ برانچ 52 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک اور دماغ کی شریان پھٹنے سے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں 19- دسمبر95ء کو انتقال کر گئی ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

○ مکرم محمد طفیل صاحب ولد چوہدری نواب الدین صاحب ساکن چک نمبر332/ج-ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

○ محترمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالقیوم خان صاحب بعمر 88 سال مورخہ 29 دسمبر1995ء کو وفات پا گئیں۔ ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ مورخہ 95-12-30 کو محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے بعد عصر جنازہ پڑھایا اور بعد تدفین محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

قرارداد تعزیت

○ مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی کے اجلاس منعقدہ 15 دسمبر1995ء میں محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری نذیر احمد صاحب (سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی)' محترمہ بیگم صاحبہ مرزا عبدالرحمان صاحب (وفات یافتہ) سابق محاسب کراچی اور محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عبدالمجید صاحب (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی) کی افسوسناک وفات پر دکھ اور تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ ہرسہ خواتین جماعت احمدیہ کے ساتھ والہانہ محبت کرنے والی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمات سلسلہ کی بھی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور ان کی اولاد کو وہ تمام نیکیاں جاری و ساری رکھنے کی سعادت بخشے جن پر جملہ محترم خواتین اپنی حیات میں عمل پیرا رہیں۔ جملہ اراکین عاملہ جماعت احمدیہ بشمول محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی مولا کریم کے حضور عاجزانہ دعا کرتے ہیں وہ اپنے خاص فضل سے ان کے درجات بلند فرمائے۔

اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی

تبدیلی نام

○ خاکسار نے اپنی بیٹی عزیزہ خدیجہ داؤد کا نام تبدیل کر کے ماحدہ منیب رکھا ہے آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے

داؤد احمد منیب 9/10 دارالعلوم جنوبی ربوہ ضلع جھنگ

وقف جدید کے سالِ نو کا اعلان

○ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے مورخہ 5- جنوری 96ء کو احمدیہ ٹیلی ویژن پر اپنے نہایت ہی ایمان افروز عالمی خطاب کے ذریعہ وقف جدید کے نئے سال 41 ویں نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ وقف جدید کا نیا سال ہر لحاظ سے پاکستان اور تمام دنیا کے 150 ممالک کی جماعت ہائے احمدیہ کے لئے یہ نیا سال 1996ء بہت ہی مبارک و بابرکت فرمائے اور خدا کرے کہ سال گذشتہ 1995ء کی نمایاں کامیابیاں نئے سال کے دوران پہلے سے بھی بڑھ کر نئی دینی اور روحانی کامرانیوں کا پیش خیمہ بنیں۔

اس موقع پر جماعت ہائے پاکستان اور مجالس انصار اللہ پاکستان کی خدمت میں گذارش ہے کہ خوشی و مسرت کے اس مرحلہ پر نئے سال کے لئے اپنی مالی قربانیوں کے معیار کو' خدا تعالیٰ کی عطا فرمودہ توفیق کے مطابق بلند کرتے ہوئے جلد از جلد وقف جدید کے وعدے پیش کریں اور زعماء کرام زیادہ سے زیادہ جنوری 96ء کے آخر تک اپنے مجموعی وعدہ جات کی تفصیل سے مرکز کو آگاہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سب انصار بھائیوں کو اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(قائد وقف جدید مجلس انصار اللہ پاکستان)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

متصف با ہمہ صفاتِ کمال
برتر از احتیاج آل و عیال

وہ تمام صفات کاملہ سے متصف اور آل واولاد کے جھمیلوں سے بے نیاز ہے

بر یکے حال ہست و، ہمہ حال
رہ نیابد بدو فنا و زوال

وہ ہر زمانہ میں ایک ہی حال پر قائم ہے۔ فنا اور زوال کا اس کے حضور گزر نہیں۔

نیست از حکمِ اُو بروں چیزے
نہ ز چیزیست او نہ چوں چیزے

کوئی شے اس کے حکم سے باہر نہیں ہے۔ نہ وہ کسی سے نکلا ہے اور نہ کسی کی مانند ہے۔

نتواں گفت لامسِ اشیاست
نے تواں گفتن اینکہ دور از ماست

نہیں کہہ سکتے کہ وہ چیزوں کو چھوتا ہے۔ نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہم سے دور ہے

ذات او گرچہ ہست بالاتر
نتواں گفت زیر اوست دگر

اس کی ذات اگرچہ سب سے بالاتر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور چیز بھی ہے۔

ہرچہ آید بفہم و عقل و قیاس
ذاتِ او بر ترست زاں وسواس

جو کچھ فہم عقل اور قیاس میں آسکتا ہے اس کی ذات ہر اس خیال سے بالاتر ہے۔

ذاتِ بیچوں و چند افتاد ست
واز حدوذ و قیود آزاد ست

اس کی ذات بے مثل اور یکتا ہے اور حدود وقیود سے آزاد ہے۔

نہ وجودے بذاتِ او انباز
نہ کسے در صفاتِ او انباز

کوئی وجود اس کا ہمسر نہیں نہ کوئی اس کی صفات میں اس کے برابر ہے۔

ہمہ پیدا ز دستِ قدرتِ او
کثرت شاں گواہِ وحدتِ او

سب کچھ اس کی قدرت سے پیدا ہوا ہے ان کی کثرت اس کی وحدت پر گواہ ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان اشعار میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس میں ہر اچھی صفت بدرجہ کمال پائی جاتی ہے اور کوئی ایسی خامی نہیں جسے اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ یہ بھی نہیں کہ وہ کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا رہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ سے ایک جیسا ہے۔ نہ اس پر فنا آتی ہے نہ اس کو زوال آتا ہے۔ اور اس کی قدرت کی یہ کیفیت ہے کہ کوئی چیز کسی حالت میں بھی اس کے حکم سے باہر نہیں ہے۔ اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور ہمیشہ کے لفظ سے وقت کی کوئی تعیین نہیں کی جاسکتی۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ بظاہر وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی چیز کو ہاتھ لگاتا ہے لیکن یہ بات بھی درست نہیں کہ وہ ہم سے اتنا دور ہے اتنا پوشیدہ ہے کہ کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔ ہماری عقل اور ہمارا فہم اور ہمارا قیاس اس کی ذات کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ وہ بے مثل ہے اور یکتا ہے اور ہر قسم کی حدود وقیود سے آزاد ہے۔ اسے کسی نے پیدا نہیں کیا لیکن ہر چیز جہاں بھی ہے اور جیسی بھی ہے اسی کی تخلیق ہے۔ وہی ان چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی ان کو استحکام دینے والا ہے اور وہی ان کی موت اور ان کے عدم پر قادر ہے۔

ان تمام اشعار میں حضرت صاحب نے خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عشق

آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ محبت خدا سے تھی۔ اس بات کی شہادت تو آپ کے اشد مخالفین نے بھی دی۔ انہوں نے کہا۔ عشق محمد ربہ۔ کہ محمدؐ اپنے رب کا عاشق ہے۔

اس ذات احدیت کے لئے آپ نے کیا کیا مصائب نہیں جھیلے مختلف انبیاءؑ نے اپنے محبوب حقیقی یعنی خدا کے عشق و محبت میں بہت راگ الاپے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی مناجات کی کوئی مثال نہیں۔ آپؐ سوتے اور جاگتے' سفر اور حضر' خلوت اور جلوت' آسائش اور تنگی میں خدا ہی کو پکارتے۔

آپؐ کی مناجات آپؐ اپنی دعاؤں میں خدا کی محبت طلب کرتے۔ آپؐ کی ایک دعا یہ تھی۔

"اے اللہ ہمیں اپنی محبت عطا کیجئیو۔ اور اس کی بھی محبت جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔ اور اس چیز کی محبت جو مجھے آپ کے قریب کر دے اور آپ کی محبت مجھے میری جان' میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو۔"

اس دعا سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ کی ہر محبوب شئے سے بھی آپؐ محبت کرتے تھے۔ کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ آپ کی ایک مناجات یہ ہے۔

"تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے شر تیری طرف سے نہیں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں۔ تو پاک اور بلند ہے میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف لوٹتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا۔ تجھ پر ایمان لایا۔ تیرے سپرد اپنے آپ کو کیا میری شنوائی اور میری بینائی اور میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرے لئے جُھک گئے۔"

خدا سے مخاطب ہو کر دعا کرتے ہیں۔

"میرے مولا! میں حاضر اور میری خوش قسمتی کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونے کا موقع ملا۔ میں تیری پناہ میں آیا۔"

آپؐ اپنے ساتھیوں کو بھی یہی وصیت فرماتے کہ خدائے ذوالجلال والاکرام کی پناہ طلب کیا کرو۔

عشق باری تعالیٰ کے مختلف پہلو

خدا سے عشق کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس محبوب کی طرف سے جو کچھ آیا اس کی قدر کی اگر کشائش آئی تو شکر کیا اور تنگی دیکھی تو اس کے حضور جھکے اور صبر کیا۔ شکوہ نہیں کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپؐ نے کبھی کسی کھانے میں نقص نہیں نکالا۔ ایک واقعہ سنئے۔

ایک بار افق پر غبار چھایا آپؐ مضطرب ہو کر ٹہلنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ بادل آئے ہیں گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ فرمایا ثمود کی قوم پر اسی طرح ہوا چلی تھی جس نے سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد اندھیری دور ہوئی اور بارش برسنے لگی۔ باہر تشریف لائے۔ زبان پر بارش کا قطرہ لیا اور فرمایا! میرے رب کی تازہ نعمت۔

اس محبوب کی طرف سے جو آیا اسے محبوب جانا۔ کوئی آزمائش آپ کو خدا سے دور نہ کر سکی۔ کوئی لالچ اس کے در سے نہ ہٹا سکا۔ مکہ میں ایک بار کفار قریش اکٹھے ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اپنے بھتیجے کو آپ منع کریں۔ وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے۔ ہم اب یہ برداشت نہیں کر سکتے یا آپ ایک طرف ہو جائیں ہم اس سے خود ہی نمٹ لیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو طالب نے آپؐ کو بلایا اور کہا میرے بھتیجے! آج تیری قوم آئی تھی اور اس نے یہ کہا تھا۔ میرے بھتیجے اب مجھ میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر اسے کسی عورت کی خواہش ہے تو ہم عرب کی حسین ترین عورت اس کے عقد میں دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ عرب کی ریاست چاہتا ہے تو ہم اس کے سر پر عرب کا تاج رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آ جائے۔ حضورؐ نے سب کچھ سنا۔ سر کو کچھ دیر کے لئے جھکایا پھر فرمایا۔

چچا! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور پھر کہیں کہ خدا کی توحید کے اعلان سے باز آجاؤں تو یہ نہیں ہو سکتا۔

بادشاہت کو اس ذات احدیت کی خاطر ٹھکرا دیا' حسن و جمال کو خاطر میں نہ لائے دھمکیاں آپؐ کو اس ذات سے الگ نہ کر سکیں۔

اُحد میں خدا کی عظمت کا نعرہ دوسرا واقعہ جنگ احد کا ہے۔ حضورؐ زخمی ہو چکے تھے۔ دشمن نے یہ سمجھ لیا کہ آپؐ شہید ہو چکے ہیں۔ ابو بکرؓ بھی شہید ہو چکے ہیں' عمرؓ بھی اس دنیا میں نہیں رہے اب وہ اونچی ٹیکری پر کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے تھے کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ ابو بکرؓ ہیں؟ عمرؓ ہیں؟۔ حضورؐ نے فرمایا چپ رہو جواب نہ دو۔ اس پر وہ سمجھا کہ ہمارے جھوٹے خدا غالب آ گئے اور مسلمانوں کا خدا شکست کھا گیا۔ اور انہوں نے نعرہ لگایا۔ ہبل بت کی جے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کی حضورؐ! کیا جواب دیں فرمایا کہو۔ اللہ غالب اور بلند ہے۔

خدا کو آپؐ کے سامنے کوئی یہ کہہ دے کہ وہ

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ستارہ مظفر

حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ

ستارہ مظفر اپنی کتاب ہراول دستہ میں حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ کے متعلق مزید لکھتی ہیں:-

خدا کی راہ میں سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے ہردم تیار ہستی کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب آپ کی وفات پر اپنے ایک مضمون ہماری بھاوجہ صاحبہ میں فرماتے ہیں کہ

"حضرت ام ناصر نہایت ملنسار سب کے ساتھ بڑی محبت اور کشادہ پیشانی سے ملنے والی اور حقیقتاً حضرت (قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر) امام جماعت الثانی کے گھر کی رونق تھیں۔ حضرت (اماں جان) کی وفات کے بعد جماعت کی مستورات کا گویا وہی مرکز تھیں۔ آپ نے بے شر طبیعت پائی تھی۔ ان کے وجود سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی ان کا وجود ساری عمر اسی نوع کی معصومیت کا مرکز بنا رہا نیکی اور تقویٰ میں بھی موصوفہ کا مقام بہت بلند تھا۔ غالباً یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ سیدہ ام ناصر کو جو جیب خرچ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی طرف سے ملتا تھا اسے وہ سب کا سب چندہ میں دے دیتی تھیں۔ اور اولین موصیوں میں سے تھیں۔ ان کی نیک تربیت کا اثر تھا کہ ان کی اولاد خدا تعالیٰ کے فضل سے عبادات اور دعاؤں میں شغف رکھتی ہے۔ کیوں نہ ہوں آپ بے شک (کلام الٰہی) کو عزت دینے والے نہایت نیک متقی اور عاشق (کلام الٰہی) جد امجد کی اولاد میں سے تھیں۔

آپ کے دادا خلیفہ حمید الدین اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم اور بڑے متقی پرہیزگار شاہی مسجد کے امام تھے۔ آپ نے انجمن حمایت اسلام اور اسلامیہ سکول کی بنیاد ڈالی۔ خلیفہ حمید الدین صاحب کو اسلام اور قرآن سے بے انتہا محبت تھی۔ آپا نے اپنے تمام لڑکوں کو قرآن شریف حفظ کروایا۔ آپ کی ایک پھوپھی بھی حافظ قرآن تھیں۔ آپ کے دادا پردادا' نانا' تمام چاچے اور پھوپھی سب ہی حافظ قرآن تھے اور پھر آپ کے فرزند مبارک حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد (قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر) حافظ (کلام الٰہی) ہوئے۔

اور قرآن کو عزت دینے والوں کی اولاد کو خدا نے آسمان پر عزت دی کہ ان کی بیٹی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہو بنی اور آسمان اور زمین دونوں پر عزت پاگئیں۔

لجنہ کی خدمات آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ لجنہ کے قیام سے لے کر وفات تک (سوائے درمیان کے دو سالوں کے جب آپ بیماری کی وجہ سے رخصت پر تھیں) 36 سال لجنہ مرکزیہ کی صدر رہیں اور اہم دینی اور جماعتی خدمات بجا لاتی رہیں۔ لجنہ اماء اللہ کے اکثر اجلاس اور جلسے آپ کی زیر صدارت منعقد ہوتے آپ مفید مشورے دیتیں۔ اور لجنہ کے کام حضرت امام جماعت الثانی کی زیر نگرانی و وزیر ہدایت سر انجام دلواتیں۔ ہر مالی قربانی میں آپ کا نام صف اول کی خواتین میں ہوتا۔

نور ہسپتال کے زنانہ وارڈ کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب ہو یا ہسپتال کے معائنہ کا موقع امامت جوبلی کے موقع پر سوت کاتنے کا موقع ہو۔ ہر اہم موقع پر موجود ہوتیں۔ جلسہ سالانہ پر مستورات کے انتظام کی نگرانی کرتیں اور مہمانوں کے ہر طرح کے آرام کا خیال رکھتیں۔ بہت ہی ملنسار ہر امیر غریب چھوٹے بڑے سے نہایت کھلے دل سے ملتیں کسی کو بھی آپ سے سرد مہری کی یا بے پروائی کی شکات نہ تھی۔ آپ کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا تھا۔ ہر ایک کے دکھ سنتیں اور ہر ممکن مدد کرتیں اور نہایت محبت سے مشورے دیتیں۔

جلسہ سالانہ کے دنوں میں آپ برآمدہ میں تشریف رکھتیں تاکہ آنے جانے والے کو ملنے میں دقت نہ ہو۔ 53ء میں حضرت امام جماعت الثانی کے ارشاد کہ "عورتیں اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے زائد آمدنی پیدا کریں" کے تحت ایک دوائی بنا کر فروخت کی اور آمد اشاعت (دین حق) میں دی۔

مستورات کی اولین درسگاہ آپ کے گھر میں قائم ہوئی۔ آپ کو (کلام الٰہی) اور دینی تعلیم پر عبور حاصل تھا سینکڑوں لڑکیوں نے آپ سے (کلام الٰہی) پڑھا۔ آپ اپنے گھر میں قائم درسگاہ میں (کلام الٰہی) کے علاوہ کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عربی کی تعلیم بھی دیتی تھیں۔ احمدی عورتوں کے پہلے رسالہ "احمدی خاتون" میں اکثر مضامین لکھتیں۔ آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے براہ راست تربیت حاصل کرنے والی اور حضرت امام جماعت الثانی سے فیض تربیت حاصل کر کے سونے پر سہاگہ ہو جانے والی۔ ہر ایک سے محبت اور کشادہ پیشانی سے ملنے والی۔ بہت دعائیں کرنے والی سلجھی ہوئی طبیعت کی مالک۔ تقویٰ شعار مخلص اور اولاد کی بہترین تربیت کرنے والی تھیں۔ آپ کی عمدہ تربیت کی بدولت آپ کی ساری اولاد خادم دین ہے۔ اور دین حق کی شوکت اور عظمت کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ آپ کو قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی والدہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آپ کی بیٹی محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ قادیان میں بھی اہم خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔ آپ کی دوسری صاحبزادی محترمہ سیدہ امتہ العزیز بیگم صاحبہ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ لاہور کی صدر کے طور پر محبت' محنت' شفقت خلوص اور خوش اسلوبی سے فرائض سرانجام دیتی رہی ہیں۔ اسی طرح آپ کے صاحبزادے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید کی خدمات غیر ممالک میں دعوت والی اللہ کے سلسلہ میں بجالاتے رہے ہیں۔ محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد محترم صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب سلسلہ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ خود بھی آخری عمر تک باوجود ناسازی طبع اور کمزوری کے لجنہ کے کاموں اور اجلاسوں میں شامل ہوتی رہیں۔ نور ایمان سے منور لازوال تربیت کرنے والی ہستی 31 جولائی 1958ء بروز جمعرات صبح چھ بجے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ حضرت اماں جان کے مزار کے قریب آپ کا مزار ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

ماسٹر غلام محمد نصیر

میرا خاندان

1- میرا آبائی گاؤں مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ ہے 1934ء میں بیعت کی۔ 1934ء تا 1962ء میں مختلف عہدوں پر کام کرتا رہا۔ مثلاً سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ سیکرٹری تحریک جدید۔ سیکرٹری وقف جدید۔ سیکرٹری وقف جائیداد۔ 1962ء تا 1975ء تک علی پور چٹھہ میں زعیم انصار اللہ کے فرائض انجام دیئے۔ پھر 1977ء سے ربوہ میں دارالیمن غربی میں 6 سال تک زعیم انصار اللہ' بطور رضاکار وقف زندگی اڑھائی سال پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں ڈاک پر کام کیا۔

2- میرا بیٹا ناصر احمد حلقہ بیت النور (راولپنڈی) میں معاون سیکرٹری مال کام کرتا رہا۔ پھر 1973ء تا 1976ء گوجرانوالہ میں جماعت کا محاسب رہا۔

3- میرا بڑا پوتا بشارت الرحمٰن ناصر۔ ناظم تحریک جدید۔ ناظم تعلیم خدام الاحمدیہ مجلس ڈرگ روڈ کراچی میں خدمات انجام دیتا رہا۔

4- میرا چھوٹا پوتا شعیب احمد ناصر معتمد خدام الاحمدیہ مجلس دارالیمن غربی خدمات انجام دے رہا ہے۔

5- میرا چھوٹا بیٹا مسعود احمد درد 1982ء میں جرمنی کے شہر کیل میں قائد خدام الاحمدیہ خدمات انجام دیتا رہا۔

6- میرا پوتا احسن مسعود معتمد اطفال الاحمدیہ ضلع کراچی۔ منتظم امور طلباء ناظم خدمت خلق مجلس ڈرگ روڈ کراچی میں خدمات انجام دیتا رہا ہے۔

7- چھوٹا پوتا عامر مسعود سائق اعلیٰ اور منتظم خدمت خلق اطفال الاحمدیہ جماعت ڈرگ روڈ کراچی میں خدمات انجام دیتا رہا ہے۔

8- میری چھوٹی بہو بشریٰ مسعود سیکرٹری اصلاح وارشاد لجنہ اماء اللہ ڈرگ روڈ کراچی میں خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔ ان کے دو بیٹے وقف نو میں شامل ہیں۔

9- میری پوتی مہ جبین نائب سیکرٹری وقف نو اور نائب سیکرٹری ناصرات لجنہ اماء اللہ ڈرگ روڈ کراچی خدمات انجام دے رہی ہے۔

10- میرے داماد محمد یوسف ظفر صاحب (وفات یافتہ) دفتر صدر انجمن احمدیہ کام کرتے رہے ہیں۔

11- بیوہ بیٹی کا نکاح ثانی عبدالمنان آئس کریم سیلر گول بازار ربوہ سے کیا گیا۔ عبدالمنان کے بڑے بیٹے عبدالسلام شاہد مربی سلسلہ ہیں کراچی ڈرگ کالونی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

12- میری بیٹی زوجہ عبدالمنان مسماۃ ذکیہ اختر اپنے محلہ ناصر آباد میں لجنہ اماء اللہ کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

13- میرے ایک سمدھی چوہدری مہردین صاحب ٹھیکیدار جو کہ جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ کے جلسوں پر برتن اور دالیں مہیا کرتے رہے۔

14- میرے داماد صدیق احمد منور واقف زندگی اور مربی ہیں۔ جو ماریشس اور کنشاسا (زائرے) میں کافی عرصہ سے خدمات انجام دیتے رہے۔ میری بیٹی مسماۃ امتہ الباسط ان کے ہمراہ ہردو جگہوں پر لجنہ اماء اللہ کی تربیت کا کام کرتی رہی ہیں۔ اب اپنے گھر محلہ فیکٹری ایریا میں لجنہ کے مختلف شعبوں میں تربیت کا کام کر رہی ہیں۔

15- میرے ایک اور سمدھی مولوی عنائت اللہ صاحب مربی سلسلہ تھے۔ ان کے بیٹے عبدالوہاب صاحب جاکے چیمہ ضلع سیالکوٹ میں جماعت کے سیکرٹری مال ہیں اور ان کا ایک بچہ ظفر اللہ وہاب جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

16- میرے ایک داماد محمد رفیق صاحب جماعت ڈرگ روڈ کراچی میں سیکرٹری مال ہیں۔

17- میری بیٹی بشریٰ رفیق نائب صدر لجنہ اماء اللہ ڈرگ روڈ خدمات انجام دے رہی ہیں۔

18- میری نواسی آصفہ رفیق پہلے ربوہ دارالیمن میں سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ تھیں۔ اب ڈرگ روڈ مجلس کراچی میں لجنہ کی جنرل سیکرٹری ہیں۔

19- میرا ایک نواسہ محمد کلیم قائد مجلس خدام

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر احسان الٰہی سالک

ابنِ بطوطہ۔ چودھویں صدی کا عظیم ترین سیاح

اس شہرہ آفاق سیاح کا نام محمد بن عبداللہ ہے' مگر عام طور پر اپنے خاندانی نام ابن بطوطہ سے پکارا جاتا ہے۔ وہ بربری شیخ تھا۔ ابن بطوطہ 24 فروری 1304ء (14 رجب المرجب 703ھ) کو مراکش کے مشہور شہر طنجہ میں پیدا ہوا۔ اس کی زندگی کے ابتدائی دن کیسے گزرے' اس نے کہاں کہاں تعلیم حاصل کی' تعلیم سے فراغت پانے کے بعد وہ کیا کرتا رہا' ان سب سوالوں کا جواب ہمیں نہ تو کسی تاریخ میں ملتا ہے اور نہ ہی ابن بطوطہ کا سفرنامہ ہی اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جب وہ 22 برس کا ہوا تو اس کے دل میں حج کا شوق پیدا ہوا۔ اس وقت اس کے والدین زندہ تھے۔ اس نے ان سے اجازت لی اور 14 جون 1325ء (2 رجب 725ھ) میں وہ حج کی نیت سے اپنے وطن عزیز طنجہ سے روانہ ہوا۔ افریقہ کے ساحلی شہروں کی سیروسیاحت کرتا ہوا وہ تلمسان پہنچا۔ اس وقت زیانی خاندان کا مشہور بادشاہ تاشفین اول حکمران تھا۔ اس فرمانروا نے اپنی ہمت اور کوشش سے اپنی سلطنت کو وسیع کیا اور اس کی سرحدوں کو الجزائر سے جا ملایا۔ تاہم اس وقت تاشفین اول کے تعلقات سلطان تونس سے بہت خراب ہو چکے تھے۔ ہر دم جنگ کا خطرہ بڑھ رہا تھا اور گفت و شنید کا سلسلہ ٹوٹ رہا تھا۔ جس دن ابن بطوطہ وہاں پہنچا اس دن سلطان تونس کے دو سفیر تلمسان آئے ہوئے تھے اور صلح کی کوششوں میں ناکام ہو کر واپس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ابن بطوطہ نے یہ موقع غنیمت جانا اور ضروری سامان فراہم کیا۔ ایسا کرنے میں اسے کچھ زیادہ وقت لگ گیا' اس دوران یہ سفیر واپس روانہ ہو گئے' مگر ابن بطوطہ نے ہمت نہ ہاری اور ان کے پیچھے ہو لیا۔ وہ ملیانہ کے شہر میں ان سے جا ملا۔ اس جگہ پہنچ کر ایک سفیر بیمار ہو گیا تھا اور اس کی حالت زیادہ بگڑ گئی' اس لئے مجبوراً سب کو وہاں ٹھہرنا پڑا۔ جب اسے قدرے آفاقہ ہوا تو یہ سب آگے روانہ ہوئے' مگر بیمار سفیر راستے میں فوت ہو گیا۔ کفن دفن کی خاطر کچھ دنوں کے لئے سب کو وہاں رک جانا پڑا۔ ابن بطوطہ نے وہاں ٹھہرنا پسند نہ کیا' چنانچہ وہ اکیلا آگے روانہ ہوا اور چند دنوں کے سفر کے بعد الجزائر جا پہنچا۔

الجزائر کی آب و ہوا اسے راس نہ آئی۔ وہ بیمار ہو گیا' مگر اس نے سفر جاری رکھا۔ راستہ پر امن نہ تھا' قدم قدم پر لٹیروں کا خدشہ تھا' اس لئے سارا قافلہ ڈرتا تھا کہ کہیں عرب قزاق ان پر حملہ کر کے ان کا مال و اسباب نہ لوٹ لیں۔ تاہم راستہ میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ جب قافلہ قسطنطنیہ پہنچا تو وہاں کا حاکم انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے ان کی خاطر و مدارات میں کسی قسم کی کمی نہ چھوڑی۔ ابن بطوطہ کے پھٹے پرانے کپڑے اتروا کر اسے نئی قیمتی پوشاک عطا کی۔ یہاں ابن بطوطہ کچھ عرصہ رہا۔ وہ ابھی تک بیمار تھا۔ اسے آرام کی ضرورت تھی' مگر جب اس نے یہ سنا کہ ایک قافلہ تونس روانہ ہو رہا ہے تو وہ جھٹ پٹ تیار ہو گیا۔ دوران سفر اس کی بیماری بڑھ گئی۔ جب وہ تیونس پہنچا تو اس کی حالت بہت خراب تھی۔ اہل تیونس اپنے جان پہچان والوں سے ملنے آئے۔ ابن بطوطہ کا کوئی واقف نہ تھا۔ وہ اپنی تنہائی پر بہت رویا۔ یہ دیکھ کر ایک مسافر نے اس کی دلجوئی کی اور اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

اس وقت تیونس کا بادشاہ ابویحیٰی ابن ابوزکریا ثانی تھا جو بڑا نیک دل فرمانروا تھا۔ جن دنوں ابن بطوطہ تیونس میں تھا عید الفطر آئی۔ وہ کہتا ہے کہ اہل شہر نے عید کا جشن بڑے ذوق و شوق سے منایا۔ سب نے عید کی نماز شہر کے باہر ایک کھلے میدان میں پڑھی۔ سلطان اپنے اہل و عیال اور درباریوں کے ساتھ اس میں شریک ہوا جس سے عید کی رونق بڑھ گئی۔ ابن بطوطہ یہاں کے علماء کی صحبت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ شہر میں چند باکمال عالم ہیں۔

اب حج کی تیاریاں ہونے لگیں۔ گردونواح سے لوگ آنے شروع ہوئے۔ جب کاروان تیار ہوا تو ابن بطوطہ اس کا قاضی مقرر ہوا۔ یہ نومبر کا آغاز تھا یہ کارواں روانہ ہوا۔ جب یہ قافلہ کابسن کے مقام پر پہنچا تو بارش شروع ہوئی اور دس روز تک ہوتی رہی اس لئے انہیں دس دن تک وہاں ٹھہرنا پڑا۔

یہاں سے کاروان ٹریپولی کے راستے مصر کی جانب روانہ ہوا۔ اسوں نے لیٹروں سے بچنے اور اپنی حفاظت کے لئے سو گھوڑ سوار تیرانداز ساتھ لئے اور بڑے اطمینان سے سفر جاری رکھا۔ ٹریپولی پہنچ کر ابن بطوطہ نے ایک سرکاری عہدہ دار کی لڑکی سے شادی کی' مگر تھوڑے عرصے بعد اس نے لڑکی کے باپ سے بگڑ کر اسے طلاق دے دی۔ اس کے بعد اس نے فاس کے ایک عالم کی بیٹی سے نکاح کیا اور تمام اہل کارواں کی ضیافت کی۔ یہ کارواں آخر کار 5۔ اپریل 1326ء کو مصر کی مشہور بندرگاہ اسکندریہ پہنچا۔ ابن بطوطہ نے یہ شہر اچھی طرح دیکھا' چنانچہ وہ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے:

یہ شہر نہایت خوبصورت ہے' اس کی فصیل اور شہرپناہ بہت مضبوط ہیں۔ اس کے گرداگرد کئی قلعے ہیں۔ شہر کے چار دروازے ہیں' جن سے آمدورفت ہوتی ہے۔ یہ بندرگاہ بہت بڑی اور شاندار ہے۔ اس کا لائٹ ہاؤس بہت بڑا اور شاندار ہے۔ اس کی عمارت چوکور ہے۔ اس کا دروازہ سطح زمین سے بلند ہے۔ اس وقت اس کا ایک بازو شکستہ اور خراب ہو رہا ہے اور اس کا کچھ حصہ گر بھی گیا ہے۔

جب وہ 1349ء میں ہند اور چین کے سفر سے واپس آیا اس نے دوبارہ یہ لائٹ ہاؤس دیکھا تو یہ بہت حد تک خراب ہو چکا تھا۔ اس کے گرد ملبہ اور اینٹوں کے اس قدر ڈھیر لگے ہوئے تھے کہ دروازے تک پہنچنا ناممکن تھا۔ چنانچہ مصر کے سلطان الملک الناصر نے اس کے بازو میں ایک نیا لائٹ ہاؤس تعمیر کرانا شروع کیا۔ مگر ابھی وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچا تھا کہ سلطان موصوف فوت ہو گیا' اور یہ عمارت نامکمل کھڑی تھی۔

اسکندریہ میں بہت سے اہل علم تھے ان میں چند ایک سے شیخ ابن بطوطہ ملا اور بعض سے اس نے علمی فیض بھی پایا۔ وہ ایک عالم کا ذکر کرتا ہے' جو مختلف علوم و فنون میں کامل تھا' اس کی تقریر فصیح اور بیان بلیغ تھا۔ وہ سر پر بہت بڑا عمامہ باندھتا تھا۔ یہ اس زمانے میں علماء کا امتیازی نشان تھا۔ ابن بطوطہ کو اس کے عمامہ پر حیرت ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی اور جگہ کسی عالم کو اتنا بڑا عمامہ باندھے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہاں اسے ایک اور عالم سے ملنے کا اتفاق ہوا اس کا نام برہان الدین تھا۔ اس کا تمام وقت پڑھنے پڑھانے میں صرف ہوتا تھا۔ وہ دنیا کے دھندوں سے بالکل آزاد تھا اور وہ امیروں سے بھاگتا تھا۔ اس نے شیخ ابن بطوطہ کو تین دن اپنے ہاں مہمان رکھا اور جب وہ مولانا برہان الدین سے رخصت ہونے لگا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے رخصت کیا کہ تم دور دراز ملکوں کا سفر کرو گے۔ جب تم ہندوستان جاؤ تو میرے دینی بھائی شیخ فرید الدین سے ضرور ملنا۔ سندھ میں میرا بھائی رکن الدین ہے' اس سے بھی ملاقات کرنا اور چین میں مولانا برہان الدین کو میرا سلام پہنچانا۔

ابھی وہ اسکندریہ میں تھا کہ لوگوں سے اس نے شیخ المرشدی کے علم و فضل اور کشف و کرامات کی بہت شہرت سنی۔ اس کے دل میں شیخ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا' چنانچہ وہ ایک دن شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا حجرہ ایک پر فضا مقام پر ایک نہر کے کنارے پر تھا' جب شیخ ابن بطوطہ وہاں پہنچا تو شاہی فوجوں کا ایک سردار شیخ کی خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ نے جب ابن بطوطہ کو دیکھا تو بڑے تپاک سے بغل گیر ہوا۔ کھانا منگوا کر کھلایا اور جب نماز کا وقت آیا تو اسے امام بنایا اور اس کے پیچھے نماز پڑھی۔ شیخ المرشدی نے ابن بطوطہ سے کہا کہ وہ کچھ دن اس کے ہاں قیام کرے اور اسے میزبانی کا موقعہ دے۔ ابن بطوطہ نے شیخ کا شکریہ ادا کیا اور کچھ دن وہاں رہنے کا وعدہ کیا۔ یہ گرمی کا موسم تھا' اس لئے شیخ نے رات کے وقت اسے حجرہ کی چھت پر سونے کو کہا۔ جب وہ اوپر گیا تو اس نے وہاں ایک بوریا' چمڑے کا فرش' وضو کے لئے پانی کا برتن' پینے کے لئے پانی کی صراحی اور پیالہ موجود پایا۔ وہ اس بستر پر سو گیا۔ اس رات اس نے بڑا عجیب و غریب خواب دیکھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

ایک بہت بڑا پرندہ آیا۔ اس نے مجھے اپنے بازوؤں پر اٹھایا۔ وہ پہلے مجھے مکہ مکرمہ کی جانب لے کر اڑا' وہاں سے وہ مجھے یمن کی جانب لے گیا' پھر مشرق کی جانب لے کر اڑا اور آخر کار اس نے مجھے ایک تاریک اور سرسبز زمین پر اتار دیا۔

صبح اس نے یہ خواب شیخ کو سنایا' جس نے اس کی یہ تعبیر کی کہ تم حج کرو گے' یمن جاؤ گے' عراق اور ترکوں کے ملک سے گزر کر ہندوستان کا سفر کرو گے' وہاں تمہارا قیام کئی برس تک ہو گا' وہاں تمہیں ایک مصیبت پڑے گی اور میرا دینی بھائی تمہیں اس سے نجات دلائے گا۔ یہ کہہ کر اسے کچھ روٹی اور رقم دی اور اسے وہاں سے رخصت کیا۔

اس خواب اور مولانا برہان الدین کی پیشین گوئی سے اس کی طبیعت کے خوابیدہ جوہر چمک اٹھے اور وہ سفر و سیاحت کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اسکندریہ سے رخصت ہو کر وہ نیل کے کنارے کنارے ہوتا ہوا قاہرہ پہنچا۔ یہ شہر مصر کا پایہ تخت تھا اور بہت وسیع تھا' اس کی آبادی بڑی گنجان تھی۔ شہر میں بارہ ہزار سقے تھے' جو اونٹوں پر پانی کی مشکیں لاد کر لاتے تھے' تیس ہزار گدھے اور خچر تھے جو باربرداری کے کام آتے تھے' چھتیس ہزار کشتیاں تھیں جو مال و اسباب لادنے کے کام آتی تھیں۔ قدیم شہر کے مقابل دریائے نیل کے کنارے سلطان مصر نے ایک نیا شہر آباد کیا ہے جو الروضہ کہلاتا ہے۔ اس میں عام لوگوں کی سیرو تفریح کے لئے باغ تھے' جہاں ہر وقت چہل پہل رہتی تھی۔ یہاں پر ابن بطوطہ نے جامع عمر ابن العاص کو بھی دیکھا وہ اس کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شہر میں بے شمار مدرسے اور کئی بیمارستان (ہسپتال) ہیں' جہاں ہر قسم کے علاج کا سامان ہر وقت مہیا رہتا ہے۔ ان ہسپتالوں کا روزانہ خرچ ایک ہزار دینار ہے۔

وہ قاہرہ کی ایک اور خصوصیت بھی بیان کرتا ہے' یہ وہاں کی خانقاہیں ہیں جو بہت بڑی تعداد میں شہر کے ہر حصہ میں موجود ہیں۔ ان کی ساخت و پرداخت میں یہاں کے امیر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر خانقاہ درویشوں کے کے ایک خاص فرقہ کے لئے وقف ہے۔ درویش تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ ان کی بیشتر تعداد ایرانیوں پر مشتمل ہے۔ ہر خانقاہ کا ایک شیخ اور ایک دربان ہوتا ہے۔ کھانے' پینے' رہنے سہنے اور صفائی کا انتظام نہایت معقول ہے۔ دن میں دو بار کھانا کھلایا جاتا ہے اور صبح ہر ایک سے پوچھ لیا جاتا ہے کہ وہ آج کیا کھائے گا۔ ہر درویش کے برتن الگ ہوتے ہیں۔ گرمی اور سردی کا لباس ان کے پاس ہوتا ہے۔ انہیں دوسرے اخراجات کے لئے ماہانہ بیس تیس درہم دیئے جاتے ہیں۔ جمعرات کو انہیں میٹھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روٹی، کپڑے دھونے کا صابن، حمام کا سامان اور ہفتے بھر کے لئے چراغ کا تیل مہیا کیا جاتا۔ درویشوں میں بڑی تعداد غیر شادی شدہ ہے۔ شادی شدہ درویشوں کی خانقاہیں عام طور پر الگ ہوتی ہیں۔

قاہرہ سے وہ حجاز مقدس کی جانب روانہ ہوا۔ جب وہ بحیرہ قلزم کی مشہور بندرگاہ عیذاب پہنچا تو جنگ کی وجہ سے اسے مکہ مکرمہ جانے کے لئے کشتی نہ ملی۔ وہ واپس قاہرہ آگیا۔ جہاں اس کی بیقرار طبیعت نے اسے چین نہ لینے دیا۔ وہ ایک رات ٹھہر کر شام کی طرف روانہ ہوا۔ یہ راستہ پرامن تھا۔ مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے جابجا مسافر خانے بنے ہوئے تھے۔ وہ شام و عراق کے شہروں کی سیر کرتا ہوا 9۔ اگست 1326ء کو دمشق پہنچا، جہاں وہ تقریباً تین ہفتے رہا اور پھر کیم ستمبر 1326 کو حجاز جانے والے کاروان میں شامل ہوا اور مدینہ منورہ پہنچا۔ جہاں وہ چار دن مقیم رہا اور پھر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوا اور عین حج کے موقعہ پر اس متبرک شہر میں داخل ہوا اور اطمینان سے فریضہ حج ادا کیا۔

شیخ ابن بطوطہ اہل مکہ کی بہت تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بڑے نیک اور فیاض ہیں۔ غریبوں اور محتاجوں کی خوب خبر گیری کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہت پاک صاف سفید لباس پہنتے ہیں۔ عطر اور سرمہ (کحل) کے بھی شوقین ہیں۔ وہاں پر علم کا بڑا چرچا ہے۔ یہاں اسے ایک درویش ملا جو اس کے باپ کا واقف تھا۔ وہ دن کے وقت درس دیتا اور رات اپنی خانقاہ میں بسر کرتا۔

شیخ ابن بطوطہ 17 نومبر 1326ء کو مکہ مکرمہ سے عراق کے ارادے سے نکلا اور جو قافلہ ادھر جا رہا تھا اس کے ہمراہ ہو گیا۔ یہ کاروان مدینہ منورہ میں چھ دن ٹھہرا۔ ابن بطوطہ ان ایام میں اکثر آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوتا رہا۔ چھ دن کے بعد یہ قافلہ نجد کے راستے جدہ کی جانب روانہ ہوا۔ بصرہ سے وہ ایران کی سرحد میں داخل ہوا۔ کچھ دن شوستر قیام کیا، پھر اصفہان سے ہوتا ہوا شیراز پہنچا۔ وہاں قاضی مجد الدین سے ملاقات کی، شیخ سعدی کے مزار پر جاکر فاتحہ خوانی کی۔ وہاں سے گازرون کی بندرگاہ سے ہوتا ہوا دوبارہ عراق آیا، کوفہ اور بغداد کی سیر کی۔ پھر موصل سے حجاز روانہ ہوا۔ دوبارہ حج کیا اور مکہ مکرمہ میں مستقل سکونت اختیار کی اور چوتھا حج کر کے جدہ آیا، جہاز پر سوار ہوا اور بحیرہ قلزم کے دوسرے ساحل پر سواکن اور افریقہ کے ساحل کی سیر کرتا ہوا یمن آیا۔ عدن سے پھر جہاز میں سوار ہو کر افریقہ کے مشرقی ساحل پر اترا۔ زنجبار کے علاقے کی سیر کی۔ آخر جہاز میں بیٹھ کر حضر موت پہنچا۔ وہاں سے عمان اور پھر ہرموز (جرون) میں آیا۔ وہاں کے حاکم نے اس کی بڑی خاطر و مدارت کی۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے رخصت ہوا اور ادھر ادھر گھومتا پھرتا دشت قپچاق پہنچا۔ چھ ماہ پیدل سفر کیا اور آخر جزیرہ نمائے کریمیا میں داخل ہوا۔ وہاں سے روس گیا۔ اس کے اکثر علاقوں کی سیاحت کی اور جو کچھ دیکھا اس پر غور کیا۔ روس کے عجیب و غریب رسم و رواج کے حالات جمع کئے اور وہاں کے بادشاہ کے ہمراہ قسطنطنیہ گیا۔ وہاں سے واپس ہو کر کوہ و دشت عبور کرتا ہوا خوارزم پہنچا۔ پھر بخارا و سمرقند گیا۔ وہاں سے بلخ۔ ہرات کے راستے غزنین اور چرخ پہنچا۔ وہاں سے کابل مشہد، نیشاپور، قندز اور دوبارہ پھر کابل آیا۔ یہ شہر اسے پسند نہ آیا۔ وہ درہ قرم کے راستے دریائے سندھ کے کنارے کنارے 12 ستمبر 1333ء کو بھکر کے قریب پہنچا۔ ہندوستان کے خبر رسانوں نے ملتان کے گورنر کو شیخ ابن بطوطہ اور اس کے ساتھیوں کے آنے کی اطلاع دی۔

شیخ ابن بطوطہ نے اب ہندوستان کی سیاحت شروع کی۔ ان دنوں ہندوستان کے تخت و تاج کا مالک سلطان محمد تغلق تھا۔ وہ پردیسیوں کا بڑا قدردان اور عالموں کا زبردست مربی تھا۔ اگر وہ کسی عالم کی شہرت سنتا تو اسے اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتا۔ چنانچہ جب اس نے قاضی عضد ایجی کی شہرت سنی تو اسے ہندوستان کے مشہور عالم مولانا معین الدین عمرانی کو لاکھوں روپے کے تحائف دے کر شیراز بھیجا تاکہ وہ قاضی عضد ایجی کو سلطان کی جانب سے ہندوستان آنے کی دعوت دیں اور ان سے یہ بھی درخواست کریں کہ وہ اپنی کتاب "مواقف" کا متن سلطان کے نام معنون کریں۔ ان دنوں شیخ ابو اسحاق اینجو شیراز پر حکمران تھا۔ اسے جب اس بات کا علم ہوا تو وہ دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے۔ مجھے جو خدمت ارشاد فرمائیں میں اسے بجالانے کے لئے حاضر ہوں، مگر خدارا آپ یہاں سے نہ جایئے۔ قاضی نے وعدہ کیا۔ اس نے سلطان محمد تغلق کو شکریہ کا خط لکھا اور ساری عمر شیراز سے باہر قدم نہ نکالا۔

شیخ ابن بطوطہ نے اس قسم کے کئی واقعات لکھے ہیں جن سے سلطان کی علم پروری کا پتہ چلتا ہے۔ ابن بطوطہ تقریباً دس برس اس ملک میں رہا۔ اس نے یہاں کی ہر چیز کو بڑے غور سے دیکھا اور یہاں کی زندگی کے ہر پہلو کا مطالعہ کیا اور اپنے مشاہدات کو بڑے دلچسپ انداز میں قلم بند کیا۔ سفرنامہ کا یہ حصہ بڑا دلکش ہے۔ ہندوپاکستان کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے سفرنامہ کا یہ حصہ بے حد اہم اور مفید ہے، کیونکہ اس میں وہ باتیں بکثرت درج ہیں جن سے اس زمانے کی تواریخ کے اوراق بالکل خالی ہیں۔ درباری سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ شیخ ابن بطوطہ نے عوام کی حالت، ان کے رہنے سہنے کے طریقے، شادی اور موت کی رسوم و رواج، ان کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے علاوہ ذرائع حمل و نقل، تجارت اور مصنوعات وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ وہ عوام کے مذہبی اعتقادات اور اخلاقی اقدار کا بھی ذکر کرتا ہے۔ گویا اس کا یہ سفرنامہ ایک ایسا مرقع ہے جس میں چودھویں صدی کے ہندوستان کی تصویریں بڑے شوخ رنگوں میں نظر آتی ہیں اور وہ کمی جو ہماری تاریخ کی کتابوں میں رہ گئی ہے اسے شیخ نے پورا کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ شیخ اجنبی تھا۔ اسے بعض باتوں کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اس لئے اس کی ہر بات کو پورے طور پر غور کئے بغیر باور کر لینا نہیں چاہئے۔

اس کے سفرنامے کا وہ باب جس میں وہ ہندوستان کی تاریخ بیان کرتا ہے گو بڑا دلچسپ ہے مگر کہیں کہیں واقعات کے بیان کرنے میں وہ ٹھوکر کھا جاتا ہے، اس لئے اسے نہایت احتیاط سے پڑھنا چاہئے۔

شیخ ابن بطوطہ نے اوچ، ملتان اور سیوستان کے تذکرہ میں ہندوستان کے ڈاک کے انتظام کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ملتان سے حضرت دہلی تک پچاس دن کا راستہ ہے۔ مگر ڈاک چوکی کے ذریعہ یہ فاصلہ پانچ دن میں طے ہو جاتا ہے۔ ڈاک یہاں دو قسم کی ہے۔ ایک گھوڑے سے جاتی ہے اور دوسری پیادوں کے ذریعے۔ گھوڑوں کی ڈاک کو "اولاق" (الاغ بزبان ترکی) کہتے ہیں۔ ہر چار کوس کے بعد گھوڑا بدلتا ہے۔ یہ گھوڑے بادشاہ کی طرف سے ڈاک چوکیوں میں رکھے جاتے ہیں۔ پیادوں کی ڈاک کا یہ انتظام ہے کہ ایک میل میں ہرکاروں کی تین چوکیاں ہوتی ہیں۔ اس چوکی کو "دھاوہ" (دواہ) کہتے ہیں۔ ہر تہائی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں آباد ہوتا ہے۔ گاؤں کے باہر ہرکاروں کے لئے برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ ہر ایک برجی میں ہرکارے کمر کسے بیٹھے رہتے ہیں۔ ہر اک ہرکارے کے پاس ایک چھڑی دو گز لمبی ہوتی ہے، جس کے سرے پر تانبے کے گھنگھرو بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب ڈاک شہر سے چلتی ہے تو وہ ایک ہاتھ پر لفافہ رکھ لیتا ہے اور دوسرے میں چھڑی اور پوری قوت سے دوڑتا ہے۔ دوسرا ہرکارہ اس کے گھنگھروؤں کی آواز سن کر تیار ہو بیٹھتا ہے اور لفافہ لے کر فوراً دوڑتا ہے۔ یہ ڈاک گھوڑوں کی ڈاک سے بھی جلدی جاتی ہے۔ کبھی اس کے ذریعے بادشاہ کے لئے خراسان کے تازہ پھل بھی حاصل کئے جاتے ہیں..... جب بادشاہ (سلطان محمد تغلق) دولت آباد تھا تو اس کے لئے دریائے گنگا کا پانی ڈاک کے ذریعے لے جایا کرتے تھے۔ دولت آباد دریائے گنگا سے چالیس دن کے فاصلے پر ہے۔

وہ ملتان کے ارباب کمال کا ذکر بڑی تفصیل سے بیان کرتا ہے اور اس کے ساتھ ایک دعوت کا تذکرہ کرتا ہے جس میں وہ خود شریک ہوا تھا! دسترخوان پر سب سے پہلے پتلی پتلی اور نازک نازک چپاتیاں چنی گئیں۔ ان کے ساتھ بکری کے گوشت کے بھنے ہوئے ٹکڑے تھے جو چپاتیوں کی طرح کرارے تھے۔ اس کے بعد گھی میں تلی ہوئی روٹیاں لائے جن کے جوف میں حلوا صابونیہ بھرا ہوا تھا۔ اور ہر اک ٹکیا کے اوپر ایک میٹھی روٹی رکھتے تھے جسے خشتی کہتے تھے اس کو آٹے، شکر اور گھی سے بناتے ہیں۔ پھر ایک چیز لاتے ہیں جسے سموسہ کہتے ہیں۔ وہ قیمہ کیا ہوا گوشت ہوتا ہے، اس میں بادام، جائفل، پستہ، پیاز اور دوسرے مسالے ڈال کر پتلی چپاتیوں میں لپیٹ دیتے ہیں، پھر گھی میں تل لیتے ہیں۔ ہر ایک شخص کے سامنے پانچ یا چار سموسے رکھتے ہیں۔ پھر گھی میں پکے ہوئے چاول لاتے ہیں۔ اس کے اوپر بھنا ہوا مرغ ہوتا ہے۔

کھانا شروع کرنے سے پہلے سونے اور کانچ کے پیالوں میں مصری اور گلاب کے شربت پیتے ہیں اور سب سے آخر ایک قسم کی نیند جسے "فقاع" کہتے ہیں، ہر ایک مہمان کو پیش کی جاتی ہے، جسے استعمال کرنے کے بعد پان اور سپاری پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد دسترخوان اٹھا کر چلے جاتے ہیں۔

وہ ابوہر، اجودھن، ہانسی اور پالم سے ہو کر دہلی پہنچا۔ اس وقت سلطان محمد تغلق دہلی میں نہ تھا۔

عید الفطر تمام دنیائے اسلام میں ایک قومی جشن کی حیثیت رکھتی تھی۔ اسے خاص و عام پورے جوش و عقیدت سے مناتے تھے۔ عید کی پہلی رات کو بادشاہ اپنی طرف سے امیروں، ندیموں، مصاحبوں، مسافروں، اہل کاروں، حاجیوں، نقیبوں اور غلاموں کے لئے ایک ایک خلعت ان کے درجہ کے موافق بھیجتا تھا۔ صبح کے وقت ہاتھی سجائے جاتے ان پر ریشمی اور جڑاؤ جھولیں ڈالی جاتی تھیں۔ سو ہاتھیوں کا جلوس بادشاہ کی سواری کے ساتھ ہوتا، ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک چھتر ہوتا جو ریشم کا بنا ہوا ہوتا تھا اور اس میں جواہرات بھی جڑے ہوتے تھے۔ ان کی ڈنڈیاں سونے کی ہوتی تھیں۔ بادشاہ اس جلوس کے ساتھ شہر سے گزرتا اور عید گاہ پہنچتا۔ وہاں نماز پڑھتا اور بڑی شان و شوکت سے واپس آتا۔ پھر دیوان خانہ میں دربار عید منعقد ہوتا۔ امیر، وزیر نذریں پیش کرتے اور شاہی عنایات سے بہرہ ور ہوتے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوتا تو پھر کھانا چنا جاتا۔

عید کے دن ایک بڑی انگیٹھی باہر نکالتے۔ وہ برج نما ہوتی، جس میں تین خانے ہوتے۔ اس میں عود، الائچی، اور عنبر جلاتے۔ اس کی خوشبو سے تمام دیوان مہک اٹھتا۔ غلام حاضرین پر گلاب چھڑکتے رہتے تھے۔

یہاں کے مسلمانوں پر ہندو رسم و رواج کا اثر بہت غالب آگیا تھا۔ اس پر شیخ ابن بطوطہ کو بہت حیرانی ہوئی۔ یہ اثر زیادہ تر شادی اور مرگ کی رسوم میں نمایاں تھا۔ اس نے اس کا ذکر جابجا کیا

باقی صفحہ 7 پر

بقیہ صفحہ 4

الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی کام کر رہا ہے۔

20۔ میرا ایک نواسہ عطاء الخبیر منتظم صحت جسمانی و ناظم اشاعت خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی خدمات انجام دیتا رہا ہے۔

21۔ میرا ایک نواسہ محمد احسن۔ سائق۔ منتظم تجنید خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی خدمات انجام دیتا رہا ہے۔

22۔ میرا ایک نواسہ ندیم احمد ظفر۔ معتمد مجلس اور ناظم تعلیم خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی میں خدمات انجام دیتا رہا ہے۔

بقیہ صفحہ 5

ہے۔ چنانچہ جب امیر سیف الدین کی شادی سلطان کی بہن سے ہوئی تو دولہا کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگائی گئی تو اسے بڑا تعجب ہوا اور جب سہرا باندھا گیا تو وہ بہت حیران ہوا۔ چنانچہ وہ سفرنامہ میں لکھتا ہے! "پھر ایک جو تاج کے مشابہ تھی جو چنبیلی، نسرین اور رائے بیل کے پھولوں سے بنی ہوئی تھی اور جس کی جھالر منہ اور سینہ پر لٹکتی تھی اور امیر سے کہا اسے سر پر رکھو۔ امیر نے انکار کیا، کیونکہ وہ عرب کا بدو تھا۔ ہم نے کہا کہ ہمارا کہا مانا کرو، اور اسے قسم دلائی تو اس نے سر پر رکھ لیا۔ اور اس کے بعد سب لوگ دلہن کے گھر کی جانب روانہ ہوئے"

اس کے بعد وہ ان تمام رسوم کا ذکر کرتا ہے جو آج تک ہم میں رائج ہیں، مگر ایران و توران اور عرب و شام میں ان کا نام و نشان تک نہیں۔ اسی طرح وہ اپنی لڑکی کی وفات کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ "اس ملک میں ایک رسم ہے کہ تیسرے دن صبح ہی صبح میت کی قبر پر جاتے ہیں اور قبر کے گردا گرد ریشمی کپڑے اور گدیلے بچھاتے ہیں اور قبر پر پھول رکھتے ہیں اور اپنے اپنے قرآن مجید لاتے ہیں وہاں پڑھتے ہیں۔ جب ختم کر چکتے ہیں تو لوگوں کو گلاب پلاتے ہیں اور ان پر گلاب چھڑکتے ہیں۔ پان بھی دیتے ہیں۔ اس کے بعد لوگ چلے جاتے ہیں۔ اس موقعہ پر پھولوں کے ساتھ قبر پر پھل بھی چڑھاتے ہیں۔"

ہندوستان سے شیخ ابن بطوطہ جزائر سیلون، مالدیپ، لکادیپ، وہاں سے جزیرہ نما ہند چینی سے ہوتا ہوا چین پہنچا۔ جہاں سیر و سیاحت کرتا ہوا آخر کار یہ انتھک سیاح 755ھ کو اپنے وطن واپس آیا۔ جہاں اس نے سلطان کے حکم سے اپنا سفرنامہ مرتب کیا۔ 757ھ میں ابن جزی نے اس کا خلاصہ تیار کیا جو اب تک موجود ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اصل سفرنامہ اب دنیا سے معدوم ہے۔

بقیہ صفحہ 1

ان مریضوں کو سنبھالنے کی خاطر میں کہتا ہوں کہ اپنی اولاد پر رحم کرو، اولاد سے تو تمہیں پیار ہے

نا۔ اس پر رحم کرو اور سوچو کہ تمہارے آباؤ اجداد کی قربانیاں تھیں جو تم کھا رہے ہو۔ تو تم قربانیاں کرو گے تو کمی نہیں آئے گی۔ لیکن کمی آ بھی جائے پھر قربانی کرنا یہ اصل ہے، رضائے باری تعالیٰ کی خاطر۔ اس لئے خدا نے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا الگ الگ بیان کر دیا ہے۔ پہلے تو صرف رضا کی بات کر دی ہے۔ بعد میں فرمایا ہم تمہیں ضمناً بتا رہے ہیں کہ تمہارا مال بھی واپس کر دیا جائے گا اور بہت زیادہ کیا جائے گا۔ مگر تم نے یہ نہیں چاہا تھا۔ اس لئے اب اعلیٰ بات میں یہ بتا تا ہوں اور یہی سب سے اچھی ہے کہ جب بھی مالی قربانی کریں خواہ خدا کی خاطر کریں (-) کے مضمون کو پیش نظر رکھیں۔ کبھی بھی احسان نہ کرو تاکہ تم زیادہ حاصل کر لو۔ اس کا تعلق انسانوں سے ہے۔ مگر خدا کی خاطر جب بندوں پر احسان کرتے ہیں اور اس خواہش کے ساتھ کہ اللہ آپ کو زیادہ دے دے تو اللہ زیادہ تو دے گا مگر آپ اس سے زیادہ لے سکتے تھے۔ اس سے بہت زیادہ لے سکتے تھے اگر یہ کہتے کہ ہم خدا کی خاطر دے رہے ہیں اور اللہ راضی ہو بس ہمارے لئے بہت ہے، اس کی نظر ہم پر پڑ جائے۔ اللہ کی نظر تو ضرور پڑے گی اور بہت زیادہ فضلوں کے ساتھ پڑے گی آپ کا مال یہاں بھی بڑھایا جائے گا، وہاں بھی بڑھایا جائے گا۔

(از خطبہ 11۔ اگست 1995ء)

بقیہ صفحہ 3

مغلوب ہو گیا۔ خطرہ کی انتہائی حالت میں بھی برداشت نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ہمارا عزیٰ بت ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ آپ نے فرمایا جواب دو اور کہو ہمارا کارساز خدا ہے اور تمہارا کارساز کوئی نہیں۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے نفس سے بڑھ کر آپ کو خدا کے لئے غیرت تھی اس سے عشق تھا۔ اس کو برا کوئی کوئی آپ کے سامنے کہے یہ برداشت نہ تھا۔ ہر حالت میں اس کے نام کی عظمت کا اظہار آپ کی زندگی کا مقصود تھا۔ خانہ کعبہ میں آپ کی مناجات اور طویل سجدے بھی اس پر گواہ ہیں۔ ایک دن آپ سجدہ میں پڑے تھے کہ دشمنوں نے اونٹنی کی بھاری بچہ دانی آپ پر لا کر رکھ دی۔ حضور دیر تک سجدہ میں پڑے رہے اور اپنے رب سے محو راز و نیاز رہے۔ آپ کی زندگی کا مطالعہ کر کے ہی دشمن نے یہ خراج تحسین ادا کیا تھا کہ محمدؐ اپنے ربّ پر عاشق ہے اور اپنوں کی شہادت سے اعتراف عدو زیادہ وزن رکھتا ہے۔ کہ دشمن نے ہر جھوٹ آپ کو ناکام کرنے کے لئے بولا تھا۔ انہوں نے ہر صداقت چھپائی تھی۔ سوائے اس کے جسے وہ چھپا نہ سکے اور اس راز کو وہ بھی نہ چھپا سکتے تھے نہ جھٹلا سکتے تھے۔

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز- ربوہ

مسل نمبر 30374 میں بشریٰ احمد زوجہ شیخ طاہر احمد قوم شرما پیشہ ملازمت عمر 42 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوتھن برگ ضلع سویڈن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-1-19 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) فلیٹ مالیتی 92 ہزار کرونز جس کے نصف کی مالکہ ہوں اور نصف کے خاوند محترم میرا حصہ 00-46000 کرونز (2) زیورات طلائی 25 تولہ مالیتی ایک لاکھ روپے (3) حق مہر بذمہ خاوند محترم پندرہ ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 90000 کرونز سالانہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ بشریٰ احمد گوتھن برگ سویڈن گواہ شد نمبر 1 شیخ طاہر احمد خاوند موصیہ گواہ شد نمبر 2 عبداللطیف انور وصیت نمبر 11350۔

مسل نمبر 30375 میں مجیب احمد قاسم ولد محمد علی اسلم قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت عمر 29 سال 9 ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ دارالفتوح ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-8-12 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ 00-2150 روپے ماہوار بصورت ملازمت صدر انجمن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مجیب احمد قاسم مکان نمبر 48-47 دارالفتوح ربوہ گواہ شد نمبر 1 غلام یٰسین وصیت نمبر 25583 گواہ شد نمبر 2 سید اکبر علی شاہ وصیت نمبر 22526۔

مسل نمبر 30376 میں صفیہ بیگم زوجہ امیر الدین ظفر قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر 53 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-8-10 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) زیورات ہار۔ کانٹے۔ انگوٹھی کڑے وزنی مالیتی ستائیس ہزار پانچ سو روپے (2) خاوند کے مکان سے 1/8 حصہ مالیتی پچیس ہزار روپے (3) پلاٹ برقبہ پندرہ مرلہ کا 1/8 حصہ مالیتی سات ہزار پانچ سو روپے اور حق مہر دس ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 3000 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ صفیہ بیگم 13/37 دارالعلوم شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 1 عنایت اللہ وصیت نمبر 13241 گواہ شد نمبر 2 امیر الدین ظفر خاوند موصیہ۔

مسل نمبر 30377 میں محمود احمد انیس ولد چوہدری غلام محمد صاحب قوم کمبوہ پیشہ مربی سلسلہ عمر 26 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر 205 صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-9-14 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 2640 روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمود احمد انیس مربی سلسلہ کوارٹر نمبر 205 صدر انجمن احمدیہ ربوہ گواہ شد نمبر 1 بشارت احمد شاہد وصیت نمبر 28738 مربی سلسلہ گواہ شد نمبر 2 چوہدری غلام محمد والد موصی وصیت 17339۔

ضروری اعلان

○ قواعد وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی صاحبان/موصیات جو اپنی جائیداد کا حصہ جائیداد ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہیں، ان کو بھی اپنی جائیداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہو گا۔ (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ) ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے۔

"جس جائیداد کا حصہ جائیداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی"۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 21- جنوری- 1996ء
درجہ حرارت کم از کم 9 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 18 درجے سنٹی گریڈ

○ کراچی میں تشدد اور ہنگاموں کے دوران ایم کیو ایم کے ریحان کانا سمیت 14- افراد ہلاک ہو گئے- پولیس نے دعویٰ کیا ہے کہ ریحان کانا اپنے چار ساتھیوں سمیت پولیس کے ساتھ مقابلے میں مارا گیا- 9- نعشیں کورنگی اور دیگر مقامات سے ملیں- کورنگی میں مرنے والوں کی آنکھوں پر پٹیاں تھیں اور ہاتھ پاؤں بندھے تھے سر میں گولیاں ماری گئی تھیں- ان افراد کو چند روز قبل اغوا کیا گیا تھا- ایم کیو ایم نے الزام لگایا ہے کہ ریحان کانا اور ان کے ساتھیوں کو اغوا کر کے مارا گیا ہے- ایم کیو ایم اپنے ان ساتھیوں کی ہلاکت کے احتجاج میں یوم سوگ منا رہی ہے- بتایا گیا ہے کہ ریحان کانا اپنے بھائیوں کے ساتھ نصرت بھٹو کالونی سے گزر رہا تھا کہ اس نے پولیس کے روکنے پر فائرنگ کر دی- جوابی فائرنگ پر بھاگ کر ایک مکان میں مورچہ بند ہو کر مقابلہ شروع کر دیا- ریحان کانا کی گرفتاری پر 10 لاکھ روپے انعام مقرر تھا- وہ سرکاری دفتر میں قتل عام سمیت متعدد وارداتوں میں مطلوب تھا- ایم کیو ایم نے پولیس مقابلوں کو جعلی قرار دیا ہے- تشدد کی یہ نئی لہر ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب ایم کیو ایم مبینہ پولیس مقابلوں کے خلاف یوم احتجاج اور یوم سوگ منا رہی ہے-

○ جمعیت علمائے اسلام نے نواز شریف کو پیشکش کی ہے کہ اگر مولانا فضل الرحمان کو وزیر اعظم بنا دیا جائے تو بے نظیر بھٹو کے خلاف تحریک عدم اعتماد کامیاب کرا دیں گے- مولانا عبد الغفور حیدری نے ایک پریس کانفرنس میں مسٹر نواز شریف کو کہا ہے کہ اگر وہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہٹانے میں مخلص ہیں تو وزیر اعظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد لانے کے لئے 70 ارکان لائیں باقی ہم خود پورے کر لیں گے- ضروری نہیں کہ نواز شریف ہی دوبارہ برسر اقتدار آئیں- انہوں نے کہا کہ نواب زادہ نصر اللہ خان اور مصطفیٰ جتوئی فضل الرحمٰن کو وزیر اعظم بنانے پر متفق ہیں- انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کا جھکاؤ جس تیزی کے ساتھ امریکہ کی طرف جا رہا ہے اب وقت آگیا ہے کہ اس سے نجات حاصل کر لی جائے تاہم انہوں نے کہا کہ تحریک سول نافرمانی تحریک نجات ہی کی طرح ناکام ثابت ہو گی- انہوں نے کہا کہ ملک میں امن و امان نہیں ہے اور ایسی حکومت کو باقی رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے جو امن قائم نہ کر سکے- انہوں نے الزام لگایا کہ قتل فرقہ واریت اور بم دھماکوں میں ایجنسیوں کا ہاتھ ہے-

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ اللہ نے چاہا تو 1998ء تک ملک سے پولیو کا خاتمہ کر دیا جائے گا-

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے جاپان میں کہا ہے کہ "نرسیما راؤ آؤ مل کر اعلان کریں کہ لاہور اور دہلی کو ہیرو شیما نہیں بننے دیں گے-" انہوں نے کہا کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ سے ہماری کمٹ منٹ بڑی مضبوط ہے- لیکن ہمارا واسطہ ایک ناقابل اعتبار ہمسایے سے ہے- ہمارا عزم ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی دھوکہ بازی نہ ہو- بھارت ہم پر تین جنگیں ٹھونس چکا ہے- بھارت نئے ایٹمی دھماکے کی تیاری کے ساتھ ساتھ تباہی پھیلانے والے دور مار بیلسٹک میزائیل بنا رہا ہے- آبنائے ملاکا اور یمن تک ہر چیز ان کی زد میں ہو گی- پاکستان پر دباؤ بہت بڑھ گیا ہے- سرد جنگ کے بعد نظریات کو زوال آگیا ہے- اب سیاسی رہنماؤں اور جماعتوں کو پرکھنے کے لئے نظریات کی بجائے اقتصادی اعداد و شمار کو معیار بنانا ہو گا- بیسویں صدی کا پیغام یہی ہے کہ جمہوریت بہترین نظام ہے-

○ بموں کی روک تھام کے لئے فوجی ماہرین کی خدمت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے- خصوصی تفتیشی سیل قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے ضرورت پڑنے پر ریٹائرڈ تفتیشی افسروں کو کنٹریکٹ پر رکھا جائے گا-

○ مظفر آباد میں خونی پیچش کی وبا پھوٹ پڑنے سے 25 بچے ہلاک ہو چکے ہیں-

○ ضلع صوابی میں اتوار 21- جنوری کو پہلا روزہ رکھا گیا ہے-

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ حکمران بڑھکیں نہ ماریں- امن و امان کی حالت بہتر بنائیں- ملک لاقانونیت سے دوچار ہے اور حکمران "سب ٹھیک ہے" کے دعووں کے ذریعے عوام کا مذاق اڑا رہے ہیں اگر فوری اقدامات نہ کئے گئے تو تدارک مشکل ہو جائے گا-

○ پاکستان نے "عنزہ تھری" میزائیل پروگرام شروع کر دیا ہے یہ زمین سے فضا میں 10 کلو میٹر تک مار کر سکے گا- دھوئیں کا تعاقب کرے گا- میزائیل اور لانچر کا وزن 17 کلو ہو گا- کندھے پر رکھ کر یا گاڑی میں چلایا جا سکے گا-

ہمدردانہ مشورہ
کامیاب علاج
مطب ناصر دواخانہ
ربوہ
فون
04524-212434